

تارکاپتہ
تفضل قادیان



THE ALFAZL

Digitized by Khilafat Library Rabwah

QADIAN

الفصل

سب سے زیادہ
مستطاب
مستطاب
مستطاب

قادیان
قادیان
قادیان

تاریخ: ۱۹۲۵ء
مطابق: ۲۰ محرم ۱۳۴۵ھ

۲۱

فہستہ مضامین

المنتخب

قادیان دارالامان

(الاجنباب اعجاز احمد خان صاحب جید آباد دکن)

- ۱۔ دینیہ ایچ۔ نظم (قادیان دارالامان)
- ۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد و متفرقات
- ۳۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ حسن نظامی۔ تذکرہ
- ۴۔ خطبہ جمعہ (طریق سبیلہ اور اسکی شرانک)
- ۵۔ شہادت عرفانی یا اللہ فی جمعی ۱۹۱۷ء
- ۶۔ مامورین من اللہ اور دوسروں میں فرق
- ۷۔ علماء ہم شرمین تحت اویم السلام کی ایک نازد شالی
- ۸۔ ہندوؤں میں قریبی ناطے۔ معاہدہ بین جوائنڈا
- ۹۔ دفاتر مسیح اور ایڈیٹر حمایت اسلام
- ۱۰۔ ایک ایثار مجسم قانون کا انتقال
- ۱۱۔ اشتہارات
- ۱۲۔ خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (یدہ اللہ) نے فرمودہ کا خطبہ جمعہ سوانی شہرہ عاتقہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پر بعض اعتراضات کے جواب میں لکھا۔

حنوونے فرمایا کہ جب چند روز رات کو عورت ہوجاتی ہے۔ اس ہفتہ حنور نے مجلس شوری طلب فرمائی اور سلسلہ کے مالی مفاد کے متعلق غور کیا۔

میاں عبدالسلام صاحبین حضرت خلیفہ اول کے نولود فرزند عزیز کا نام پرورد خلیفہ عبدالموسح رکھا گیا۔

تعلیم الاسلام نئی سکول کے سالانہ سائنس کے متعلق ایک کتاب لکھی

مسخن صاحب نے بہت اچھا اور اظہار فرمائی ہے۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی تعیناتی سوئی پت ہوئی ہے جہاں آپ تشریف لے گئے ہیں آپ کا ایک مختصر خطہ دو منزلہ مکان انکم شریٹی میں آپ حکم جمع صاحب کی شاندار بلڈنگ فرسہ لاقسام ہے جس میں نوزاد شہادت

ایسا اور ایک دار عمارت تعمیر اور علی ڈیزائن کی ہے۔ قادیان ایسٹ ایم

آج مطرب چھیرے پھر قادیان کا سوڈا

تیرے نغموں میں ہی شور و شوح تھا

کوئی نظارہ نہیں چشم تما کیلئے

آہ نظروں کے نہاں دینے روہا تھا

تیری آغوش حالی میں ملی سلم کی سوج

آج پھر نندہ جونی اسلام کی مردہ جیا

تجھے کل سنے کلنگے جہا نہیں کالیں

تجھ سے سیر جانی فضا او چشمہ اخلاقیات

اے مبارک سرزمین اسلام کی زندہ چشم

جو ہر ذاتی ہمارے واسطے بہتری ذات

آہ ایام گذشتہ آہ اسے نیشاں

تجھے کچھ چھوٹے کہ گویا ہو گئی اپنی وقت

زندہ دل تھو جت نکاح تجھ میں گنہ گاری زندگی
 تجھ میں مضمر ہے وہ اسلامی اوجوش و درد
 تو نہیں گنہ گار سب میں لیکن لطف و رحمانی کہاں
 اے فضائے قادیان! باعث تسکین قلب
 تیری مدحت کی سزاواری مجھ کیسے ملے
 تجھ میں ایسی ہستیاں ا قادیان! آباد ہیں
 باخبر ارض مقدس! یا حفیظ المرد
 شاہد اب آگے نکھنے کو قلم کو واسطے

اب کہاں وہ ولولے وہ جوش اور وہ کیفیات
 جن نپڑاں تھکے بھی اسلامیوں واقعات
 تیری ہم بلہ نہیں سارہ جہاں کی کائنات
 تجھ ہی میں بھجے مجھے میرا خدا بعد المات
 میں کہاں اور تو کہاں تیری کہاں اعلیٰ صفات
 جن قائم ہے زمانے میں یہ سب درجیات
 از سر نو پیدا کر نلب سے جلال باصنات
 شاخ طوبے ہو تو ہو یا ہو کوئی شاخ نبات

”چھوٹے صاحبیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
 خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور تم کہیں“

حضرت خلیفۃ مسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت اقدس کی مندرجہ ذیل تحریر اپنے اخبار میں شائع فرما کر شکور فرمائیں۔ خاکسار نضر الدین - کتاب گھر - قادیان برادران! السلام علیکم۔ میان نضر الدین صاحب ملتان جنھوں نے بہت ساری نیک و نیکو شائع کر کے اپنے رنگ میں سلسلہ کی تہی خدمت کی ہے۔ ان دنوں قرضہ سے بہت پریشان ہیں۔ میں نے ان کے قرضہ کی فہرت دیکھی ہے۔ ان کی حیثیت کے آدمی کے لئے استفادہ پریشانی کا موجب ہو سکتا ہے کہ ان کی زندگی تلخ ہو جائے۔ اس قرضہ کے مقابل میں انہوں نے ڈیڑھ ہزار روپیہ کے قریب دو ستروں سے بھی وصول کرنا ہے۔ جنھوں نے ان سے کتب خریدی ہیں۔ لیکن قیمت ابھی تک نہیں دی۔ میں نے وہ رٹ بھی دیکھی ہے۔ اور مجھے تعجب ہوا۔ کہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو ادنیٰ توجہ سے ان کا مطالبہ پورا کر سکتے ہیں۔ چونکہ ان کی حالت بہت پریشان ہے۔ میں یہ چیز سطور بطور سفارش لکھتا ہوں :-

(۱) وہ احباب جنہوں نے ان کا روپیہ دینا ہے۔ تخلیف اٹھا کر بھی بہت جلد ان کا قرضہ ادا کریں تاکہ ان کی پریشانی دور ہو۔ اور ان احباب کے لئے بھی یہ عمل موجب ثواب ہوگا۔ کیونکہ گواہوں نے میان نضر الدین صاحب کا روپیہ بہر حال دینا ہے۔ لیکن میری تحریک پر اس کے ادا کرنے میں وہ نہ صرف اپنا حق ادا کریں گے۔ بلکہ ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔

(۲) دوسری سفارش میں یہ کرتا ہوں۔ کہ جو دست صاحب توفیق ہوں۔ وہ ان کتب میں سے جو انہوں نے چھپوائی ہیں۔ خرید کر ان کی شکل کو حل کریں۔ خصوصاً کتاب اسوۃ حسنہ جو میر محمد اسحاق صاحب

کی تصنیف ہے۔ اور لطیف تصنیف ہے۔ خرید کر احباب ان کی مدد کریں۔ تو اس میں دونوں کا فائدہ ہوگا۔ ایک لطیف کتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۃ حسنہ کے متعلق بھی ان کو مل جائیگی۔ اور ایک دست کا کام بھی ہو جائیگا۔ والسلام
 خاکسار ہر نما محمود احمد

متفرقات

خطبہ جمعہ میں شرک مطالبہ | اس انجمن میں جو مطالبہ کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق اتنی تصحیح کرنی چاہئے کہ اس میں جہاں صفحہ ۶ کا لم ۳ پر مطالبہ ہوا ہے۔ کہا ہے یا کسی اور جگہ پر ایسا مفہوم پایا جائے۔ وہاں مطالبہ تجویز ہے۔ اسے پڑھا اور سمجھا جائے۔ کیونکہ جو خط ہماری نظر سے گذرا ہے۔ اس میں صرف مطالبہ کا تجویز ہونا پایا جاتا ہے۔ نہ کہ مطالبہ ہو جانا۔

سوامی شردھانند کا قتل

شیخ محمد اسماعیل صاحب ایڈیٹر رسالہ کائنات پانی پت نے ایک سالہ مندرجہ عنوان نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیگونی کا مفصل مدلل ذکر ہے۔ رسالہ کی قیمت ڈیڑھ آنہ ہے۔ ضرورت کے لئے رسالہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں میں بکرت شائع کیا جائے۔ ہمارے دست جناب شیخ صاحب موافق رسالہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ اکٹھے ملگوانے والوں سے وہ رعایت بھی کر دیں گے۔

فیصلہ ملکہ آگیا

جلد پراکٹر احباب نے مجھ سے انجمن نمبر ۴۷ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۶ء کے مضمون کی بنا پر رسالہ فیصلہ ملکہ طلب کیا۔ جس میں ملکہ معظمہ و سجد کے علماء کا فتویٰ کفر و غیرہ درج ہے۔ اس وقت وہ رسالہ موجود نہ تھا۔ اب ہمارے پاس اس رسالہ کی چند جلدیں پہنچ گئی ہیں۔ اس لئے جو چاہیں۔ ساتھ ہی چار آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔ بڑے کام کی چیز ہے۔ تھوڑی تعداد ہے۔ بعد میں شکایت نہ ہو۔

اعلان نکلے

میرے لئے محمد کرامت اللہ کے نکلے کا امنہ بیگم بنت ملک مولانا بخش صاحب کلرک آف دی کورٹ شش بج حصار سے بروز جمعہ مورخہ ۲۴ دسمبر بعد از نماز عصر حضور نے اعلان فرمایا۔ مبلغ پانچ روپے ارسال خدمت ہیں۔ تن رائے کسی غیر احمدی کے نام جاری فرما کر مشکور فرمائیں۔ خدا تعالیٰ جاہلین کے لئے مبارک کرے۔ اگر نئی ایک کراؤن ڈرکس ریلوے ڈپٹی صاحب پتہ ڈاکر چودہری شاہ نواز صاحب اسٹیشن سرجن آجکل سیکورٹ حملہ پٹھانوں میں ہیں۔ جو صاحب خط و کتابت چاہیں۔ اس ایڈیس پر کریں۔

میں نسخہ تجویز کر دوں گا

۸ جنوری کے انجمن میں سید مصفا اللہ اور غلام محمد صاحب کے حکیم احمد الدین صاحب صاحب طلب جدید شاہدہ الامور اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ مجھے مفصل حالات کہیں۔ تو میں اپنے علم کے مطابق نہایت مجرب علاج عرض کروں گا (جزاہ اللہ)
 عاجز کی والدہ صاحبہ ایک ماہ سے بیمار ہیں (۲) عاجز کے چچا میان محمد بخش صاحب چنگی کے کائز کے سبب ۱۲ ماہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ فضل الدین تروانہ

درخواست دعا

(۱) خاکسار کا بڑا راز کاسنت ہمارے دعا کے صحت کی ہے۔ (محمد حسین احمدی برنالہ)
 (۲) میں اپیل ہائیکورٹ لاہور میں دائر کیا ہوا ہے اور فریق مخالفت بھی میرے خلاف اپیل کیا ہوا۔ تاریخ پیشی ۲۴ جنوری ۱۹۲۶ء پختہ مقرر ہے۔ کامیابی کی واسطے دعا فرمائیں (فیروز خان ازواہوں)
 (۳) بابو محمد عالم صاحب میاں سے بزرگوار حضرت امام کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ انکی اہلیہ سخت بیمار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اخبار میں دیکھ لے احباب کو سحر تک کی ہلے۔

دعاے مغفرت

میرے بھائی حکیم شیر محمد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ احباب ان کے دعاے مغفرت فرمائیں
 غلام احمد کرکری کسب از ازاں کوٹ (۲) نور آبادی صاحب بعارضہ نمونیا فوت ہو گئے

میری اہلیہ فوت ہو گئی ہیں۔ دعا کے لئے مغفرت فرمائیں۔
 میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔
 میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔
 میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔

۱۵۹ الفضل فی الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان - ۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء

مولوی محمد علی اور خواجہ حسن نظامی

(نوشتہ منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر)

خواجہ حسن نظامی صاحب نے غریبوں کے اخبار میں مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد کے خلاف جس رنگ اور جس طریق سے خامہ فرسائی کی ہے۔ اس سے ان کی حقیقت اور اصلیت ظاہر ہو گئی۔ بالکل غلط اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے کے علاوہ انہوں نے جوش انتقام میں وہ وہ باتیں کہیں جنہیں وہ خود بھی درست نہ سمجھتے ہونگے۔ اور جن کی تردید ان کی اپنی ہی اپنی تحریریں کر رہی ہیں۔ خواجہ صاحب کو یہ روش اختیار کرتے وقت اتنا تو خیال ہونا چاہیے تھا کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کا بہت بڑا اور کامیاب مبلغ قرار دیتے ہیں۔ کیا ایک مبلغ کی یہی شان ہوتی چاہیے۔ کہ اسے اپنے کسی قول کا پاس ہی نہ ہو۔ اور وہ ذاتی تنازعہ کی وجہ سے الزام تراشی شروع کر دے۔

قیل میں خواجہ صاحب کے افسوسناک طرز عمل کے متعلق ایک قدر مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنے ایک مضمون میں مولوی محمد علی صاحب کی لیاقت اور قابلیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان میں اتنی بھی قابلیت نہیں۔ کہ کسی دفتر میں پندرہ روپیہ کی کلرگی حاصل کر سکیں۔ اور وہ اردو لکھنا جانتے ہی نہیں۔

اسی طرح خواجہ صاحب نے ان کی مذہبی ملت کے متعلق یہ بیانیہ دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ عیسیٰ سے انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے اور مسلمانوں کے دکھانے کے لئے قلعہ مسجد میں جبر کی نمائندگی کرنے کے لئے آجاتے ہیں۔ باقی نمازیں نہیں پڑھتے۔

اس کے مقابل میں خواجہ صاحب نے ۱۹۲۵ء میں مولوی محمد علی صاحب کے متعلق اپنے ایک مضمون میں جو رائے ظاہر کی تھی۔ اور جو ۲۲ مارچ ۱۹۱۵ء کے اخبار خطیب میں شائع ہو چکی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے:-

”اگر کہ صدی پہ سالہ ہیرم خان کو مغلیہ سلطنت کا دوبارہ زندگی بخشنے والا تھا۔ جس نے اگیر سے خان بابا کا لقب پایا تھا۔ مگر اس کی خود رائی اسکی

ذات کے لئے ہبکت ثابت ہوئی یہی حال خان بابا مسٹر محمد علی کا ہے۔ وہ ہم مسلمانوں میں ایک ایسے بے نظیر شخص ہیں جن کی تحریری لیاقت تاریخوں میں مدتوں زندہ رہے گی۔ اور جن کی سلسل خدمتیں اسلامی نسل کی دلیل راہ ثابت ہوگی۔ وہ سچ سچ اس قوم کے ہیرم خان خان خاں ہیں۔ مگر انکی خدمت بعض مواقع پر اور ناقصت اندیشی ڈراتی ہے۔ کہ اب وہ اپنی ذات کو تاریخ کے تین سو سال گذشتہ میں مبتلا نہ کر دیں۔ کامرڈ اور ہمدرد ان کی قابلیت کے بہت معمولی نمونہ ہیں۔ لیکن ان کی شخصیت ان کارناموں سے کہیں زیادہ ہمارے دلوں میں ان کی جانب توقعات پیدا کرتی ہے۔ اندیشہ اگر ہے۔ تو صرف اس بات کا۔ کہ وہ دوامی طور پر کوشش نہیں رکھ سکتے۔ مجھے ایسے بہت آدمیوں کا علم ہے جن کے ساتھ خان بابا نے ہاتھ کا سا سلوک کیا۔ مگر انجام کار وہی ان کے حریف بن گئے۔ اس میں خان بابا کا کچھ قصور نہیں ہے۔ آج کل لوگ ہی احسان فراموش ہو گئے ہیں۔“

کیا ان آخری سطور کے مصداق آج کل خود خواجہ صاحب نہیں بنے ہوئے۔

خواجہ صاحب پھر لکھتے ہیں:-

”خان بابا تحریر کے بادشاہ ہیں۔“
 ”شکوہ علی و محمد علی دکھانے کے لئے نہیں بلکہ واقعی طور سے شہانہ کے پابند ہیں۔ ان کے دل میں تمام دعوؤں کے لئے نہیں۔ بلکہ اصلی اور حقیقی مسلمانوں کا درد ہے۔“

مگر یہ بالا سطور میں خواجہ صاحب نے جو کچھ کہا ہے۔ اس میں اب بھی تغیر نہ آتا۔ اگر مولوی محمد علی صاحب ان کے راز سر پرست کا نشانہ بن گئے۔ اور خواجہ صاحب کو ایک شرمناک فعل پر اظہارِ مذمت کرنے کے لئے نہ کہتے۔ لیکن کیا یہ کوئی ایسی بات ہے۔ جس پر خواجہ صاحب کو اس قدر بگڑنا اور اتنا آپس سے باہر ہونا چاہیے تھا۔

اس کا فیصلہ بھی میں خواجہ صاحب پر ہی چھوڑتا ہوں۔ اور حسب ذیل تحریر کی طرف توجہ دلانا ہوں۔ جو انہوں نے اخبار خطیب کے مذکورہ بالا پریر میں علی برادران کے علاوہ ہندوستان کے اور بہت سے سرکردہ لوگوں پر کتبہ چینی کرتے ہوئے بطور تنبیہ لکھی تھی:-

”میں کون؟ مومن۔ تم کون؟ مومن۔ دونوں ایک مسافر کے آئینہ ہیں۔ مجھ کو اپنی شکل نظر نہیں آتی۔ تم اپنی صورت نہیں دیکھ سکتے۔ ہر ایک آئینہ کا محض ہے۔ ہم دونوں کے رسول نے فرمایا:- المؤمن مرآة المؤمن۔ مومن مومن کا آئینہ ہے۔ تو کیا میں ایک علی شیشہ ہوں۔ اور میری پشت پر پارہ لگا ہوا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم بھی آدمی۔ میں بھی آدمی۔ آئینہ میں یہ ہے کہ میں تمہارے

غیب تم کو دکھاؤں۔ اور تم میرے نقص مجھ پر ظاہر کرو۔ تمہارے منہ سے میں اپنی بڑائی سنکر اور میرے منہ سے تم اپنی بڑائی سنکر شکر گزار ہو۔ نہ کہ تجیدہ و آزرہ۔ آئینے میں چہرے پر دیکھتے نظر آئیں۔ تو لوگ چہرہ کی صفات کرتے ہیں۔ نادان مٹی کی طرح آئینہ پر نظر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اس نے کہیں راستہ میں ایک آئینہ پڑا پایا۔ اور جب اس میں اپنی شکل دیکھی۔ تو بہت جھپٹایا۔ اور بولا۔ تجھ کو کسی نے اسی واسطے یہاں چھپکا۔ دیا ہے۔ کہ تجھ میں ایسی بری شکل نظر آتی ہے۔“

اگر خواجہ صاحب نے یہ الفاظ دوسروں کی عیب شماری کو جائز ثابت کرنے کے لئے کہے تھے۔ اب جبکہ ان کی باری آئی۔ انہوں نے کیوں ان کے خلاف عمل کیا۔

اصل بات یہ ہے کہ مبلغ اسلام بننے کا دعویٰ کرنا اور عوام فریب شور و آواز بچارے مسلمانوں کی جیلیں خالی کر لینا بیست سال بات ہے۔ لیکن اپنے قول و فعل سے اسلام کی تعلیم کا ثبوت دینا بہت مشکل کام ہے۔ اور یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کریں۔ اور پھر ثابت قدمی سے اس پر قائم رہیں۔ مسلمان بھائیوں کو ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کرنا اور سوچنا چاہیے۔ کہ کیا وجہ ہے کہ ان کی کوئی بڑی سے بڑی تبلیغی تحریک کامیابی کا منہ نہیں دیکھتی۔ اور سطور سے عرصہ کا پیچ و پھار کے بعد اس کا تانا بانا بگڑ جاتا ہے۔ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ جو لوگ اس قسم کی تحریک لیکر کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے مد نظر دین کی فتح اور کامیابی نہیں ہوتی۔ بلکہ ذاتی اغراض اور فائدہ کا حصول ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ تھوٹے ہی عرصہ کے بعد صرف خود نفع گننامی میں روپوش ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے مقدس کام کو بھی بے حد نقصان پہنچاتے ہیں۔

شکرات

(نوشتہ منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر)

جمعیتہ العلماء اور تبلیغ کا نفرن

گذشتہ دسمبر کے آخری ہفتہ عشرہ میں ہندوستان کے دارالاسلامیہ دہلی میں یہ الفاظ انبیا (عجمیہ) ”(جنوری)“ کو لایوں کا نفرن منسوق ہو گیا۔ لیکن ان میں سے صرف ”تبلیغ کا نفرن“ کو اخبار مذکور نے اپنے نکات ”لطائف“ کے کام کے لئے منتخب کیا۔ کیوں؟ اس سلسلہ کے اس کے صدر نے بقول اخبار مذکور ”قادیانی تبلیغ کو خوب سراہا۔ علماء پر بھتیسیاں کیں۔ اور برائے طریقہ تبلیغ کو ناقابل عمل بتایا۔ اور بھی کہا۔ کہ علماء تبلیغ کے ٹھیکیدار بننا چاہتے ہیں۔ حالانکہ آج کل

تبلیغ کے لئے تعلیم بائیت لطیفہ زیادہ موزوں ہے۔ جو انگلستان اور امریکہ میں اس وقت بھی تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے۔

اخبار مذکورہ نے صدر صاحب تبلیغ کالفرنس کے اس ناقابل معافی جرم پر یہ جھکا اپنے دل کا خیال تو نکال لیا۔ کہ ”جواب صدق نے ایک آیت سچی صحیح نہیں پڑھی۔“ اور ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دیا۔ کہ اگر ان حضرات کو جو تبلیغی کالفرنس کے بانی تھے۔ کوئی صحیح قرآن پڑھنے والا نہ ملتا تھا۔ تو چندت رام چندر یا دہرم سیکشو کو ہی صدر بنا دینا چاہیے تھا کہ وہ قرآن تو صحیح پڑھ دیتے۔ لیکن کیا اس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ ”علماء“ میں سے بھی کوئی ایسا عالم نہیں۔ جو چندت رام چندر یا دہرم سیکشو کی طرح صحیح قرآن پڑھ سکے۔ یا یہ کہ وہ علماء جنہیں صحیح قرآن پڑھنے کا دعویٰ ہے۔ تبلیغ کالفرنس کا مدد بننا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ”اجمعیۃ“ نے اپنے کسی عالم کو صدر بنانے کی تحریک نہیں کی۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو علماء ہونے کے مدعی ہیں تبلیغ کے سے اہم اور ضروری فرض کو نہ خود ادا کرتے ہیں اور نہ یہ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی اور اس کے لئے کچھ کوشش کرے۔ اگر ان علماء کہلانے والوں میں تبلیغ اسلام کی حقیقی خواہش ہوتی اور اپنے دلوں میں اشاعت اسلام کا شوق رکھتے۔ تو تبلیغ کے متعلق جدوجہد کرنے والوں کے متعلق اپنی مسندوں پر بیٹھے تو بیٹھیں نہ کرتے۔ اور اپنی شان مولویت کو ان کی لفظی غلطیوں کی گرفت ناک ہی محدود نہ رکھتے۔ بلکہ کچھ کر کے دکھانے، علماء کو اختیار ہے۔ کہ وہ مجروہوں میں بیٹھے اپنی علمیت کے گہند پر چھوڑ دیتے۔ لیکن یاد رکھیں۔ وہ شخص جس سے قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھتے ہوئے غلطی ہو جاتی ہے۔ مگر وہ اشاعت اسلام کا جوش رکھتا اور اس کے لئے مقدور بھر سہی اور کوشش کرتا ہے۔ ان سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

شہی جس طرح رک سکتی ہے

شہد ہانڈی کے واقعہ قتل سے ہندوؤں اور آریوں میں ہوش پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ اس جوش کو یہ ہوشیار اور موقع مناسب قوم ان مقاصد کی سرانجام دہی کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے جو شہد ہانڈی کے پیش نظر تھے۔ یعنی مختلف عقائد اور مختلف خیالات کو کھنڈنے والے ہندوؤں کا سنگٹھن یعنی اتحاد اور یکجہا سے پہرہ اور جہالت میں پرورش یافتہ مسلمانوں کی شہی۔

جہاں آگے اصول کا تعلق ہے۔ کسی شخص کو ان مقاصد پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ ہر شخص کے لئے جائز ہے کہ اپنی قوم کو منہبوط اور متحد بنانے کی کوشش کرے۔ اور ہر شخص کا یہ فریضہ ہے۔ کہ جس مذہب کو وہ چاہتا ہے۔ اس کی

اشاعت میں جائز طریق سے مہمکسا ہے۔

اگر مسلمانوں میں زندگی اور قوت عمل کا فقدان نہ ہوتا۔ اگر ان کے عیثت اور غیرت کے جذبات مردہ نہ ہو گئے ہوتے۔ یا کم از کم ان میں دوسروں کی جدوجہد کو دیکھ کر اور اپنی تباہی و بربادی کے سامان ہیرا پا کر ہوش میں آنے کی اہلیت ہوتی۔ تو وہ آریوں اور ہندوؤں کی اس تازہ سرگرمی اور حد سے بڑھے ہوئے جوش و خروش کو دیکھ کر ہوشیار ہو جاتے۔ اور نہ صرف مسلمان کہلانے والوں کو ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی پوری پوری کوشش کرتے۔ بلکہ غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کے فرض کو بھی ادا کرتے۔ لیکن انوس کہ مسلمانوں میں آریوں کی شہی کے متعلق تازہ سرگرمی اور جوش سے کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کے مقابلہ میں وہ محض بے کار اور بے نتیجہ دھکیوں سے کام لیتا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اخبار ”زمیندار“ شہد ہانڈی کی زندگی کی روح کے عنوان سے آریوں کی جدوجہد کو مذکورہ کرنے ہوئے کہتا ہے :-

”اگر سوامی جی کی یادگار قائم کرنے کی کوئی اور صورت اختیار کی جاتی۔ تو مسلمان اسے گوارا کر لیتے۔ لیکن انوس ہے۔ کہ ہندو اپنے پورے جوش و خروش سے براہ راست اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ اور ان کے اس طرہ عمل سے کوئی مسلمان خوش نہیں ہو سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمان بھی اپنی تبلیغی مساعی میں ہنایت سرگرمی سے مصروف ہو جائیں گے۔ اور پھر تصادم کی صورتیں رونما ہوں گی۔“

ظاہر ہے۔ کہ تصادم کا خوف دلا کر آریوں کو شہی کی سرگرمیوں سے روکنا فعل لا حاصل ہے۔ کاش! یہ درست ہوتا کہ مسلمان اپنی تبلیغی مساعی میں ہنایت سرگرمی سے مصروف ہو جائیں گے کہ یہی شہی کے روکنے کا اصل طریق ہے۔ لیکن اس کی توقع کسی سے کی جائے۔ کیہاں لوگوں سے جنہیں تصادم کی دھکیاں دینے کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔

نئی دہلی میں گر جا کی تعمیر

دہلی کا ایک تاریخی آثار میں شائع ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ دہلی کے ہندوؤں کی درخواست پر نئی دہلی کے گر جا کی تعمیر کے لئے وزیر اعظم سلطنت برطانیہ لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند کیننگ پیس آف کینٹبری اور ہیٹ سے دوسرے سرکردہ لوگوں نے چندہ کی اپیل کی ہے جس پر ملک معظم بلکہ محفل شہزادہ ولینڈ اور ڈیوک آف کناٹ نے چھپے دئے ہیں۔ لارڈ آرون والٹر کی ہند نے اپنے طور پر لٹن سے چار ہزار اور ہندوستان سے ساٹھ گیارہ ہزار پونڈ جمع کر لئے ہیں۔ گر جا کی تعمیر کے لئے کل تیس ہزار پونڈ کا اندازہ ہے۔

وہ لوگ جو اہل یورپ کے مذہب کو اپروا سمجھتے ہیں اس معمولی سی مثال معلوم کر سکتے ہیں کہ سلطنت برطانیہ کی ریسے بڑی ہستی اور اس خاندان اپنے مذہب کی مقدس عمارت کی تعمیر میں حصہ لینا موجب فخر سمجھا ایک گر جا کی تعمیر کے لئے تیس ہزار پونڈ کی رقم کوئی ایسی رقم نہیں ہے جس کے متعلق خیال کیا جائے کہ شہنشاہ جامعہ پنجم اور ان کے خاندان کے دیگر ممبروں کے چندہ کے بغیر اس کا فراہم ہونا محال تھا۔ ان کی اس چندہ میں شرکت محض اپنے مذہب کے اخلاص اور عقیدت کا ثبوت ہے۔ جس کی اہمیت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہندو متل میں یہ کوئی پیمانہ جہا نہیں۔ اس سے پہلے ہزار ہا گریہ موجود ہیں۔ ایک طرف شہنشاہ معظم کے اس نفل پر نظر کرو۔ اور دوسری طرف یہ خیال کرو کہ یورپ میں ممالک کے لئے سے بڑے اور عظیم الشان عظیم الشان شہروں میں یوں کے عرصہ میں کسی مسلمان مکان کو نہ خود خاندانہ تعمیر کرنے کا خیال آیا اور نہ اس کے متعلق کسی شخص کی ہمد یا تحسین کی آفر خدا تعالیٰ نے یہ سزا عظمیٰ اس چھوٹی سی اور غریب جماعت کو بخشی جو آعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے اس زمانہ میں بھرت سیرج موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اس جماعت کو بنانے لہذا اس کے شہر میں مسجد تعمیر کر کے وہ کام کر دکھایا جو مسلمان بادشاہوں سے کب تک نہ ہوا تھا۔

حضرت قطب از کون ہیں؟

شہد ہانڈی کے قتل کی تحقیقات کے سلسلہ میں پورے کے ایک لوی صاحب نام مولانا عبدالنور صاحب نے اپنی کتاب ”شہد ہانڈی“ میں لکھا ہے کہ مولانا صاحب نے شہد ہانڈی کا انجام اور اشخاص حقیقت قتل کے حکم کے نام سے ایک سادہ شائع کیا تھا مولانا صاحب نے اپنے اس سادہ کے متعلق جو عجیب غریب بیان دیا اور جو انہی کے الفاظ میں ”جنوری ۱۹۲۴ء کے اخبار دارالامان میں شائع ہوا ہے اس میں کہا۔

”مجھے عمر ہو کہ قتل کی حکم کے متعلق حضرت سید حسین صاحب کیل پور میں مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ مولانا صاحب نے قتل کی حکم ایک لکھنؤ والی مولانا صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت قطب نے ان کے فریضہ اس حجت شرعیہ کو بند کر دیا اور کہا کہ مولانا صاحب نے اپنی ہونے والی دشمنی اور ہاتھ پائی حضرت قطب نے ان کے حق میں جو فریضہ لکھا ہے اس کے جانے کی دعا کی اور وہ مارا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کا فتنہ مہینوں سے اس بیان میں سب زیادہ پہلے اور صریح فرمایا ہے کہ حضرت قطب نے ان کی ہستی معلوم نہیں۔ پولیس اس کے متعلق کسی شہر سے کوئی اطلاع کی ضرورت نہیں لیکن مجھے ایسے نادانقت تصور اس کے شائق ہیں مولانا صاحب نے چاہیے کہ اس کا ذریعہ بنانے کی ضرورت تھی گوارا فرمائیں۔ یہ مطالبہ کرنے کا بوجھ اور ہر ایک صحیحی کو اس حق حاصل ہے کہ صریح صاحب نے حضرت سیرج موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حضرت قطب پر بند کر دیا اور شہر شری پور لکھنے اور پھر فریضہ لکھنے سے اس کے ہلاک کرنے کے لئے کی دعا کر لیا۔“ حضرت قطب مدار“ کو قراؤ دیکھئے۔

صداقت پسند دنیا کو پنڈت لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے بارے میں جو کچھ معلوم ہے۔ اور وہی حق ہے وہ تو یہ ہے۔ کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ پیش گوئی فرمائی تھی چنانچہ آپ نے اس کا اعلان کرتے ہوئے صاف طور پر لکھ دیا تھا۔

میں اس پیش گوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور ایسے اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرنا ہوں۔ کہ اگر اس شخص (لیکھرام) پر پچھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ..... ۲۰ فروری ۱۹۱۷ء سے کوئی ایسا خدا بنا نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہمت رکھتا ہو۔ تو مجھ کو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اسکی روح سے میرا یہ نطق ہے۔“ آخر پیش گوئی نے پوری شان کے ساتھ پورا ہوا کر ثابت کر دیا کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ اور آپ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ خدا تعالیٰ سے الہام پا کر بتایا تھا۔

ہندو مسلم اتحاد خدا کی قدرت پر منحصر ہے

یہ وہ الفاظ ہیں جو گاندھی جی نے اپنی ایک تازہ تقریر میں جو انہوں نے ۵ جنوری کو کیلا میں کی۔ فرمائے۔ انہوں نے کہا۔ ”ہندو مسلم اتحاد کی بحالی اب انسانوں کے بس کی بات نہ رہی۔ بلکہ خدا کی قدرت پر منحصر ہے۔“

گاندھی جی ہر رنگ اور ہر طریق سے ناکامی اعدا یوسی کا منہ دیکھنے کے بعد یہ اعتراف کرتا ہے۔ لیکن ہم اس وقت سے یہ بات کہہ رہے ہیں جبکہ ہندو مسلم اتحاد کے ہر طرف راگ لگائے جا رہے تھے۔ اور گاندھی جی اور ان کے حواریوں کے نزدیک ہندو مسلم اتحاد نہایت مضبوط بنیاد پر قائم ہو چکا تھا۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ ہندو مسلم اتحاد صرف خدا تعالیٰ کی قدرت پر منحصر ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت اپنے پاک و مقرب بندوں کے ذریعہ ظاہر کیا کرتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں اپنی قدرت کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ اور آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے ”پیغام صلح“ کے نام سے اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں ایک برس تک تصنیف فرمایا۔ اب اگر ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو اسی بنیاد پر۔ جو آپ نے اس زمانہ میں قرار دی ہے۔ اور جس کی طرف بارگاہ ہندو مسلم اتحاد کے خواہش مندوں کو متوجہ کیا جا چکا ہے۔

شردھانند جی کی روش اسلام کے متعلق

شردھانند جی کو واقعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے تحت قرار دینے پر کہا گیا ہے۔ کہ وہ تو اسلام کی تپوں کو نیولے نہ تھے۔ بلکہ پورے پیشگوئی کے ساتھ چسپان ہوتی ہے۔ چنانچہ مولوی نثار اللہ صاحب نے اپنے اخبار الہدایت (۲۴ جنوری) میں اس پیشگوئی پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ یہ کشف جب کسی ایسے شخص کے حق میں ہے۔ جو پنڈت لیکھرام کی طرح توہین کن اور بد زبان ہے۔ تو سو ہی شردھانند پر کس طرح چسپان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مسلمہ ہے۔ کہ شردھانند بد زبان اور توہین کن نہ تھا۔ بلکہ متین اور صاف گو منکر اسلام تھا۔ مولوی نثار اللہ صاحب کے انسان کے قلم سے یہ الفاظ نکلنا تو تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں وہ دن کو رات اور نور کو ظلمت کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ شردھانند جی کے حالات زندگی اور اسلام کے خلاف آنکھی سرگرمیوں واقف ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ سراسر غلط ہے۔

شردھانند جی کی تقریروں اور تحریروں ان الفاظ کو جانے دیجئے جو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف ہیں۔ صرف اسی ایک بات کو دیکھتے تو حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ ان کی زیر سرگردگی ملک مالوں کو اسلام سے متنفر کر کے ارتداد کے گڑھے میں ڈالنے کے لئے جس قسم کا لٹیر لٹاؤں میں پھیلا یا گیا۔ اس میں اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف نہایت ہی درشت کلامی اور بد زبان سے کام لیا گیا۔ اور ایسی تقریریں ان میں کی گئیں۔ جو نہایت ہی توہین کن تھیں۔ میں ان باتوں کو علاوہ ملک مالوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا اور اب بھی ہر شخص اس علاقہ میں جا کر یہ کچھ دیکھ اور سن سکتا اور ملاحظہ کر سکتا ہے۔ کہ شردھانند جی کی تحریک شردھی کے نتیجہ میں گاؤں گاؤں اور حصہ حصہ میں اسلام کی کس قدر توہین کی جاتی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کس قدر بد زبانی سے کام لیا جا رہا ہے۔

اگر شردھی کے مرکزی دفتر کو وہ لٹیر دیکھا جا جو تحریک کے چندے کیلئے اسلام خلاف تیار کیا گیا۔ تو وہ کتنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ چرچوں میں اس کی ایک کتاب ہے جس کے خلاف گورنمنٹ نے مقدمہ چلایا ہے۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔ کہ الامان۔ اور یہ ہندی میں اسلئے شائع کی گئی ہے۔ کہ گورنمنٹ ملک مالوں کو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف بد زبانی سکھانے کیلئے جو کورس تیار کیا گیا ہے۔ اس میں شامل کی جائے۔ کیا اس ساری بد زبانی کی ذمہ داری اس شخص پر نہیں پڑتی جس نے شردھی کی خاطر یہ سب کچھ روار کھا۔ اور باوجود بار بار اس کے

خلاف مسلمانوں کی طرف سے آواز اٹھانے کے اسے بند نہ کیا میں پچ کہتا ہوں۔ علاقہ ملک مال میں جس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بد زبانی اور اسلام کی توہین شردھانند جی کی تحریک اور ان کے کارندوں کی۔ اور کراچی۔ اس کا عشر عشر بھی لیکھرام نے نہیں کیا۔ جسے باور نہ ہو۔ وہ جا کر دیکھ لے۔

پس مولوی نثار اللہ صاحب اس پیشگوئی کے خلاف جو عذر پیش کیا ہے۔ وہ واقعات کے لحاظ سے بالکل غلط اور نامستقول ہے۔

شردھانند جی کے متعلق گاندھی جی کی رائے

مولوی نثار اللہ صاحب اگر خداوند تعالیٰ ایک لمحہ کے لئے اپنے دل کو صاف کر سکیں۔ تو ان کے سامنے گاندھی جی کی وہ رائے پیش کی جاتی ہے۔ جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ انہوں نے شردھانند جی کے متعلق ظاہر کی تھی۔ اور جو یہ ہے۔

میں جانتا ہوں۔ کہ ان کی تقریریں عموماً دل آزار اور انتقالی انگیز ہوتی ہیں۔ وہ جلد باز اور زورور بخنے ہیں ان کو آریہ سماج کی روایات و رٹن میں ملی ہیں۔“

ظاہر ہے۔ کہ شردھانند جی کا میدان عمل مذہب و عقائد اور جس وقت گاندھی جی نے ان کے متعلق یہ اعلان کیا اس وقت وہ کلکتہ مذہبی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ اور ان کے مد نظر محض مسلمان تھے۔ اس لئے مذہب کے متعلق ہی ان کی تقریریں مسلمانوں کے لئے دل آزار اور اشتعال انگیز تھیں۔ اب اگر کوئی تقریر دل آزار اور اشتعال انگیز ہونے کے باوجود توہین کن اور درشت کلامی سے پر نہیں ہوتی۔ تو مولوی نثار اللہ صاحب کی بات درست ہو سکتی ہے۔ ورنہ لکھنا پڑے گا۔ کہ انہوں نے محض پیشگوئی پر اعتراض کرنے کے لئے شردھانند جی کو متین اور صاف گو ہونے کا سر فیگٹ دیا ہے۔

ایک ضروری رسالہ

حضرت اقدس نے جو چھٹی وائسرائے کی خدمت میں ہندو مسلم فسادات کے دفعیہ کے متعلق اس رسالہ فرمائی تھی۔ اس کا انگریزی زبان میں رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے جس کی قیمت ۳۰ فی کاپی ہوگی۔ اسلئے میں جملہ انجمنائے جماعت احمدیہ میں پھیل کر آیا ہوگا۔ وہ اس رسالہ کی خرید و درپیشاعت میں سقتد بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ کوشش کریں ہندو دفعیہ احمدی مسلمانوں میں کثرت سے اشاعت کیلئے کوشش کریں جو جماعت کے اقتدار اور اثر کو بڑھانے کے لئے بہت مفید ہوگا۔

جناب بوالہسی ڈاکر مطلع فرمادیں۔ کہ کس قدر کاپیاں وہ خرید کر بھیجے۔ خرید کر یا تو اجاب بطور خود حکام میں تقسیم کر دیں۔ یا اجاب قیمت دیدیں۔ اور تقسیم ہم کر دیں گے۔ فقط والسلام و محمد صادق ناظر (مؤلف)

خط جمعہ

طریق مباہلہ اور اسکی شرایع

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۲ء

میں نے جماعت کو متواتر کئی دفعہ اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مباہلہ ایک ایسا قانون ہے جو عام قوانین کے خلاف جاری ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک کہ مباہلہ صحیح طریق پر نہ ہو اور اپنے تمام شرائط کے ساتھ نہ ہو۔ تب تک اس کا صحیح نتیجہ نہیں مل سکتا۔ لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود اس کے کہ متواتر دفعہ مباہلہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس حقیقت کو مد نظر رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور کئی دفعہ بتایا ہے کہ کس صورت میں اور کس حد تک اور کن شرائط کے ساتھ مباہلہ جائز ہے۔ پھر بھی دوست اس معاملہ میں غلطی کرتے ہیں۔ اور پھر اس غلطی پر ایک اور غلطی یہ کرتے ہیں کہ باوجود غلطی کے یہ امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس غلطی پر پردہ ڈالے۔ اور اس کے خمیازہ سے ان کو بچائے۔ حالانکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ احمق ان کی عزت کے لئے ان کی غلطی کے باوجود اپنے قوانین کو ٹوڑ ڈالے۔

مباہلہ تقدیر خاص

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ مباہلہ ایک تقدیر خاص ہے۔ مباہلہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک نیا قانون جاری کرتا ہے جو عام قوانین سے بالکل بالا ہوتا ہے۔

مثلاً انسان کی موت کے لئے اس کا یہ عام قانون ہے کہ اس میں بعض قسم کے زہریلے جراثیم داخل ہو جائیں۔ یا زہریلے مواد جمع ہو جائیں۔ تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا قانون ہے کہ جس حد تک دنیا میں زندہ رہنے کے لئے اس کے قوی رکھنے کے ہیں۔ اس حد تک ان قوی کے صرف کر دینے کے بعد انسان مر جاتا ہے۔ یا یہ کہ کسی انسان کی گردن پر تلوار پڑتی ہے۔ تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور کئی ذرائع اس کی موت کے رکھے ہیں۔ لیکن مباہلہ ان عام قوانین میں سے کسی قانون کے ماتحت نہیں۔ نہ تو وہ کوئی زہریلے جو جسم انسانی کے اندر داخل ہو کر اسے تباہ کر دیتا ہے۔ نہ وہ جسم کے اجزاء میں سے کوئی چیز ہے۔ جس کے خریج ہو جانے سے انسان پر موت آتی ہے۔ نہ وہ کوئی عام آفات میں سے ہے۔ جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ بلکہ وہ ان چیزوں سے کوئی زاید چیز ہے۔ اور

ان قوانین کے علاوہ قانون ہے۔ جو خاص حالات اور خاص شرائط میں جاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ انسان بغیر ہر ہر چیزوں یا بیماریوں یا اور آفات کے نہیں مراکتا۔ لیکن مباہلہ کی صورت میں وہ اپنے عام قوانین کو بدل دیتا ہے۔ اور غیر معمولی سامان کہہ دیتا ہے۔ یا معمولی سامان کو غیر معمولی تقدیر پیدا کر دیتا ہے۔ یا معمولی سامانوں کو غیر معمولی سامانوں کے ساتھ ملا کر غیر معمولی تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ مگر یہ تمام صورتیں اسی حالت میں ظاہر فرماتا ہے جب مباہلہ صحیح طریق اور پورے شرائط کی پابندی کے ساتھ ہو۔ اس کے سوا وہ کبھی صحیح نتائج نہیں پیدا کرتا۔

غلط مباہلہ کا نتیجہ لازمی ہے

اور پھر جبکہ ہماری اتنی عزت منظور نہیں جو ایک نبی کی ہو سکتی ہے۔ اور ہر ایک نبی کی بھی وہ عزت منظور نہیں۔ جو حضرت خاتم النبیین کی عزت ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم کو کبھی اپنی بعض اجتہاد غلطیوں کا نتیجہ بھگتنا پڑا۔ حالانکہ وہ کوئی شرعی غلطیاں نہیں تھیں۔ بلکہ اجتہادی غلطیاں تھیں۔ اور ان غلطیوں کے نتیجے میں بظاہر اسلام کی عزت پر بھی حرف آتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے ان غلطیوں کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ کیونکہ ان کا نتیجہ قانون کے مطابق ہی ظاہر ہوا۔ نافروری تھا۔

نبی کریم کی اجتہادی غلطی

مثلاً حضرت نبی کریم اپنی روباہی بنا پر اپنے اجتہاد سے صحابہ کرام کے تشریف لے گئے۔ اور آپ نے بھگنا لیا تھا۔ کہ ہم اس سال اسکا حج کریں گے۔ لیکن جب مکہ کے قریب پہنچے۔ تو ایسے حالات پیدا ہو گئے۔ کہ اس سال آپ حج نہ کر سکے۔ اور پیش گوئی اس زور سے مشہور ہو گئی۔ جو کبھی تھی۔ کہ حضرت عمر جیسا انسان بھی رسول اللہ کے مکہ سے نہ گئے۔ نہ تذبذب میں پڑ گیا۔ اور حضرت ابو بکر نے کہنے لگا کہ یہ پیش گوئی تھی۔ یا کیا تھی۔ حضرت ابو بکر نے انہیں جواب دیا کہ یہ پیش گوئی تو ضرور تھی۔ لیکن یہ اس میں کہاں کہا گیا تھا۔ کہ ضرور اسی سال وہ پوری ہوگی۔ رسول اللہ کا خیال تھا کہ شاید اسی سال پوری ہو۔ مگر حضرت عمر کو اس سے تسلی نہ ہوئی۔ اور حضرت نبی کریم کے پاس پہنچے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ! معلم پیش گوئی کا کیا ہوا۔ تو آپ نے بھی وہی جواب دیا۔ جو حضرت ابو بکر نے جواب دیا تھا۔ تب حضرت عمر کو تسلی ہوئی۔ اب دیکھو اس اجتہادی غلطی کے نتیجے میں اسلام کو کتنا بڑا نقصان پہنچا۔ اس غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کے دل ہل گئے۔ اور کفار کو قوشی پہنچی۔ علاوہ اس کے مسلمانوں کو مالی نقصان بھی کافی اٹھانا پڑا۔ کیونکہ آنحضرت کے ساتھ ہزار ڈیڑھ ہزار لاکھ لاکھ تھا۔ اگر دس ہزار روپے بھی فی کس خرچ ہوا ہو۔

تو بھی میں پچیس ہزار کا نقصان ہوا اور آنا خرچ کر کے بھی پھر خالی ہاتھ واپس ہوئے۔ اگر غلطی کے نتیجے میں ضرور خدا کو اسلام کی عزت کے لئے اپنا قانون بدلنا پڑے۔ تو سب سے بڑھ کر تو حضرت نبی کریم کے لئے بدلنا چاہیے تھا۔ لیکن جب وہاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ اور غلطی کے نتیجے کو ظاہر ہونے دیتا ہے۔ تو ہم کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ باوجود ہماری غلطی کے ہماری خاطر اپنے قانون کے خلاف کوئی بات ظاہر کرے۔ حالانکہ حضرت نبی کریم کی وہ اجتہادی غلطی تھی۔ شرعی غلطی بھی نہیں تھی۔ اجتہادی غلطی اور شرعی غلطی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کی حقیقت سمجھنے کی غلطی تبتا ہی معمولی ہوتی ہے۔ بلکہ انسانی اہلالتا دیکھتے ہوئے اس کو غلطی بھی نہیں کہہ سکتے۔ اور شرعی حکم میں غلطی بسا اوقات جرم کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ جب پیش گوئی کے نتیجے میں معمولی غلطی پر بھی اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ تو شرعی غلطی کے خمیازہ سے کیونکر انسان بچ سکتا ہے۔

یہ جو عہدہ کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ اس معاملہ میں غلطی ہو ہے۔ وہ عہدہ کہ اس غلطی کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ یہ دوسری غلطی ہے۔ اس وقت تو یہ چاہیے۔ کہ اپنی غلطی کا اقرار کرے اور بجائے اس کے کہ خدا کے قانون کو قربان کرنا چاہے۔ اپنے آپ کو قربان کر دے۔ اور دوسروں کے سامنے گہدے کہ میں یہ غلطی کر بیٹھا ہوں۔ اس کا اثر میری ذات پر پڑ سکتا ہے۔ میرے مذہب پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ میں نے غلط طریق پر مباہلہ کیا ہے۔

باعث تمہید

میری اس تمہید کا باعث ہوا ہے۔ کہ ایک مباہلہ ہوا ہے۔ اس مباہلہ میں ہماری جماعت کے ایک آدمی غلام رسول ہیں۔ اور دوسری طرف محمد شفیع مولوی ہیں۔ اس کے حالات پڑھ کر مجھے تعجب ہوا ہے۔ کہ یہ عجیب رنگ کا مباہلہ ہوا ہے۔ مباہلہ میں تو یہ شرط ہے۔ کہ وہ ایسے رنگ میں ہو۔ کہ جس سے ایک جماعت پر اثر پڑے۔ لیکن یہ دونوں شخص ایسے ہیں جن کا اثر جماعت پر نہیں۔

اور مباہلہ کی صورت میں عام قانون ہی اڑ سکتا ہے۔ جب کوئی خاص ایسا فائدہ پہنچتا ہو۔ کہ جس کے بغیر اسلام کی عظمت قائم نہ ہو۔ اور ایسا فائدہ ہمیں پہنچ سکتا ہے۔ جب ہل کرنے والی ایک جماعت ہو جو حق کو قبول کرنے کا معاہدہ کرے۔ مباہلہ کرنے والا ایسا ہو جس کے ساتھ ایسی جماعت ہو۔ کہ جو اس کے خیالات کی پابند ہو۔ اپنے عقائد کو اس کے عقائد کے ساتھ وابستہ کرتی ہو۔ ان دونوں صورتوں میں اسلام کو نمایاں فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یا تو قوم کی قوم پرغذاب

آتا ہے جس کا اثر قوموں کی قوموں پر پڑتا ہے۔ یا اگر ایک قوم کے لیڈر پر عذاب آتا ہے۔ تب بھی ایک قوم کی قوم اس سے متاثر ہوتی ہے۔

شرائط مباہلہ

پس مباہلہ یا تو ایک قوم کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یا ایسے شخص کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ جس کے ماتحت کوئی قوم ہو۔ پہلی صورت میں دوسرے لوگوں پر حجت قائم ہو سکے گی۔ دنیا میں ایک تہلکہ چلاو گی۔ اور سید طباہ کے اس نشان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دوسری صورت میں اگر دوسرے لوگوں پر نہیں تو کم از کم اس شخص کی جماعت تو اثر ہوگا۔ اس لئے ان دونوں صورتوں میں سے کسی کوئی ہونی چاہیے۔ ورنہ مباہلہ فضول ہے۔

شرط دوم

دوسری شرط یہ ہے کہ فریق مقابل پر اتنا حجت ہو۔ اور اس مباہلہ میں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں شرطیں مفقود ہیں۔ حالانکہ مباہلہ بغیر ان شرائط کے کبھی صحیح نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ مباہلہ میں اتنا حجت بھی ضروری شرط ہے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر اتنا حجت کے کوئی ایک شخص کو ہلاک کر دے۔ یہ بڑا ظلم ہے۔ کہ ایک شخص کو بغیر اسکی غلطی ظاہر کئے اسے ہلاک کر دیا جائے۔ اور اس صورت میں یعنی بغیر اتنا حجت اگر کسی شخص کو مباہلہ میں ہلاک کر دیا جائے۔ تو نتیجہ زیادہ خطرناک ہوگا۔ کیونکہ اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور نتیجہ نہ نکلنے کی صورت میں صرف نہیں شرمندگی ہی ہرگی جس کے بعد ہم کو اپنی غلطی کی اصلاح کا موقع مل سکتا ہے۔ اس لئے بغیر اتنا حجت کے بھی مباہلہ کا صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

شرط سوم

تیسری شرط مباہلہ کے لئے یہ ہے کہ معاد کی تعیین ہو۔ اور کم از کم وہ تعیین ہو جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یعنی ایک سال کی تعیین ہو۔

شرط چہارم

چوتھی شرط یہ ہے کہ عذاب کی تعیین نہ ہو۔ بس یہ شرط ہو کہ لعنت ہوگی آگے لعنت کی تعیین نہ کی جائے۔ کہ لعنت فلاں قسم کی اور فلاں صورت میں نازل ہوگی۔ عام لعنت ہوگی۔ خواہ وہ روحانی لعنت ہو۔ یا جسمانی یا اخلاقی یعنی عذاب بصورت لعنت آئیگا۔ آگے یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کہ وہ لعنت کس صورت میں ہوگی۔ بذریعہ موت یا ذلت۔ یا کسی اور شدید نقصان کی صورت میں اس کا ظہور ہو سکتا ہے۔

شرط پنجم

پانچویں شرط یہ ہے کہ نتیجہ میں فریقین میں مساوات ہو۔ اگر مساوات نہیں۔ تو مباہلہ نہیں رہتا۔ بلکہ وہ کچھ اور ہی ہو جائیگا۔ اب یہ مباہلہ جو میرے پاس آیا ہے۔ اس میں دونوں طرف ہی ایسے شخص ہیں۔ کہ جن کا اثر دوسرے لوگوں پر کوئی نہیں پڑ سکتا۔ ایک طرف ہمارا آدمی ہے۔ اس کا

بھی کوئی اثر جماعت پر نہیں ہوگا۔ دوسری طرف ایک مولوی ہے جس کے متعلق لوگ کہہ دیں گے۔ کہ میں اس سے کیا۔ ہم کوئی اس کے مرید میں۔ آج سے پہلے جتنے مولوی تباہ ہوئے ہیں۔ لوگ ان کے متعلق کہہ دیتے ہیں۔ کہ کیا ہم مولوی کے مرید ہیں۔ جو اس کی ہلاکت ہم پر حجت ہو۔ پھر اتنا حجت کا بھی کوئی ثبوت نہیں اس مباہلہ میں یہ ذکر ہی نہیں۔ کہ کوئی تقریر ہوئی ہے۔ یا مباحثہ ہوا ہے۔ بلکہ اس میں مولوی نے آتے ہی کہا ہے۔ کہ ہم بحث نہیں کرتے۔ کیونکہ نہ ہم نے ماننا ہے۔ نہ تم نے ماننا ہے۔ اب جو شخص یہ کہتا ہے۔ اس کو اتنا حجت کا کیا پتہ ہے۔ پھر نتیجہ کے لحاظ سے بھی کسی مساوات نہیں رکھی گئی۔ کیونکہ اس میں غیر احمدی کی یہ دعا ہے۔ کہ اے خدا اگر میخ زندہ نہیں ہے۔ اور مرزا صاحب اپنے اہل مات میں سے ہیں۔ تو مجھ پر عذاب نازل کر۔ اور پھر قرار یہ ہے۔ کہ اگر مجھ پر عذاب نازل ہوگا۔ تو مان لوں گا۔ کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔ اس کے مقابل احمدی کی دعا یہ ہے۔ کہ اے خدا اگر میخ زندہ ہے۔ اور نبوت کا دروازہ کھلا نہیں اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے نہیں۔ تو مجھ پر عذاب نازل کر۔ اور پھر احمدی کا یہ قرار ہے۔ کہ اگر مجھ پر عذاب نازل ہوگا۔ تب بھی مرزا صاحب کو چھوٹے مان لوں گا۔ اور اگر کسی پر بھی عذاب نازل نہ ہوا۔ تب بھی مرزا صاحب کو کاذب تسلیم کر لوں گا۔ اب قابل غور ہے۔ کہ جب احمدی کے مرنے سے مرزا صاحب کا کذب لازم آتا ہے۔ تو اس کے بچنے کی صورت میں مرزا صاحب کا صدق کیوں ضروری نہیں۔ اس لئے اس کا مباہلہ میں نتیجہ کے لحاظ سے مساوات نہیں۔ اس لئے اس کا صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اور اندر میں صورت یہ مباہلہ فیصلہ کن نہیں بن سکتا۔

مباہلہ میں چار شرطیں ہیں۔ یا زید پر عذاب آئے گا۔ یا بکر پر آئیگا۔ یا دونوں پر آئے گا۔ یا دونوں پر نہیں آئے گا۔ ان میں سے پہلی شرط صحیح ہے۔ یعنی یہ کہ دونوں میں سے ایک پر آئے گا۔ اگر زید پر آیا تو بکر سچا ہوگا۔ اگر بکر پر عذاب آئے۔ تو زید سچا ہوگا۔ تیسری شرط کی صورت میں اگر مباہلہ ہو۔ اور عذاب بھی آئی ہو۔ تو پھر ہم یہ سمجھیں گے۔ کہ یہ عذاب تو جسے لیکن یہ عذاب اتفاقی ہے۔ مباہلہ کا نتیجہ نہیں۔ یا اگر دونوں پر عذاب نہ آوے۔ تو یا تو طریق مباہلہ کو غلط قرار دینا پڑیگا۔ گویا مباہلہ ہی صحیح نہیں ہوا۔ یا یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ دونوں امور میں سے ایک تعلق نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ مثلاً وہ شخص مباہلہ کریں۔ اور ہر ایک کہے جس طریق پر میں گیا ہوں۔ بوتا ہوں۔ وہ ٹھیک طریق ہے۔ وہ بھڑ بھڑ پر عذاب نازل ہوگا۔ اب دونوں پر عذاب نازل نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ بات مباہلہ کرنے کے ہی قابل نہیں۔ اگر دینی امور کے متعلق ہو۔ تو ہم یہ

سمجھیں گے۔ کہ مباہلہ صحیح طریق پر نہیں ہوا۔ مثلاً وہ شخص مباہلہ کریں۔ اس بات پر کہ ایک شخص کہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہے۔ کہ نبی نہیں آسکتا۔ اب اگر دونوں پر عذاب آجائے۔ اور مباہلہ کو صحیح مانا جائے۔ تو پھر یہ ماننا پڑیگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے۔ اور نہیں آسکتا۔ اور یہ دونوں باتیں متضاد ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ دونوں باتیں صحیح ہوں۔ بہر حال ایک بات ہی صحیح ہوگی۔ پس ایسی صورتوں میں ماننا پڑے گا۔ کہ مباہلہ غلط طریق پر ہوا ہے۔ اور یہ عذاب اتفاقی ہے۔ ورنہ صرف بھڑ بھڑ فریق پر آتا۔ ایسا ہی اس موجودہ مباہلہ کے متعلق بھی ہم ہی کہہ سکتے۔ کہ یہ مباہلہ ہی غلط طریق پر کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ کیونکہ دوسرا نتیجہ بھی تو نکل سکتا ہے۔ کہ فریق ثانی جھوٹا ہے۔ میں دوستوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس قسم کے مباہلے لغو ہیں۔ غلط مباہلہ کر کے صحیح نتیجہ کی امید رکھنا یہ دوسری غلطی ہے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجتہادی غلطی بغیر نتیجہ کے نہیں رہی۔ تو تمہاری شرعی غلطی کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ دیکھو ہمارے ہر مذہب سے جنگ احمدی اجتہادی غلطی ہوئی۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ صحابہ کو میدان سے الگ بھاگنا پڑا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الگ زخمی ہوئے حتیٰ کہ آپ کی شہادت کی خبر آگئی۔

مباہلہ کرتے وقت ہمیشہ احتیاط رکھو۔ اور ان شرائط کے ساتھ مباہلہ کرو۔ میں نے بیان کی ہیں۔ ایسے اہم معاملہ میں کہ جس میں عام قانون کو ٹوڑا جانا ہے۔ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قانونوں کو سمجھنے اور ان پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

ضرورت ملازمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے پرائمری ڈیپارٹمنٹ کے واسطے چند ایک ٹرینڈ ٹیچرز کی باس مستعدی سے کام کرنے والے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ ابتدائی تنخواہ ۲۵ روپیہ ہوگی۔ اور مستقل ہونے کے بعد ہر آرمی کو دیگر فنڈ کے حقوق اور حقوق گریڈ ترقی باقاعدہ ملیں گے۔ ایک استاد کی فی الفور ضرورت ہے۔ اور باقی کی شروع اپریل میں جملہ درخواستیں جمعہ نقول اسناد و تفصیل سابقہ کارگزار کی و عمر بنام ہیڈ ماسٹر ہوں۔ خاکسار عبداللہ خان کھٹی۔ ہیڈ ماسٹر۔

وکی پی وصول کیلئے جائیں۔ پچھلے نمبر جن اجاب کو دی گئی تھی۔ امید ہے۔ وصول فرمائیں گے۔ دراصل جملہ سالانہ پر قیمت وصول

میں سے باقی چاہیے۔

مشاہد استغاثی

لغذنی پھٹی

(نمبر ۱۶)

جرانی کی خرید و فروخت

یورپ تجارتی مکتبہ۔ مدبر سید
 کرنے کے لئے وہ ہر کام
 لکھتا ہے۔ ایک ماہ گذرتا ہے۔ میں نے پڑھا تھا۔ کہ
 جن عورتوں نے روپیہ حاصل کرنے کے لئے اپنے جسم پر
 بالوں کو فروخت کر دیا۔ بالوں کے متعلق تو حالات اب اس قدر
 تبدیل ہو چکے ہیں۔ کہ عورتیں بال کٹواتی ہیں۔ اور ساتھ ہی مقول
 معاوضہ بطور اجرت کے ادا کرتی ہیں۔ اور بال کاٹنے والے
 اور عورتیں بہت نفع میں ہیں۔ ان کی آرنیاں ہزاروں پونڈ
 سالانہ تک پہنچ رہی ہیں۔

مگر اب ایک نئی تجارت شروع ہونے والی ہے۔ اور وہ
 جرانی کی خرید و فروخت ہے۔ یہ تجارت مردوں میں شروع
 ہوئی ہے۔ جرانی کی انگلیوں اور خواہشوں کو قائم رکھنے کے
 لئے ہزاروں قسم کی ادویات اور آلات ایجاد ہو چکے اور بہترین
 خصوصی اپنی تمام قوت فکریہ اسی میں صرف کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ
 ہوا۔ بندوں سے متاع جرانی حاصل کرنے کی تجویز کی گئی تھی۔ اور
 ہندوستان اور افریقہ سے بند آئے شروع ہوئے۔ اس میں کامیابی
 بھی ہوئی۔ لیکن اب یہ تجویز ہو رہی ہے۔ کہ کچھ غریب آدمی اپنی
 جرانی کو دولت مند بڑھوں کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔

متاع جرانی کی خرید و فروخت کا بازار حقیقت میں ایک عجیب
 مظاہرہ انسانی جذبات کے مد و جذبات کا ہو گا۔ سب سے پہلا تجربہ
 اس کا فلائرس (رائٹی) کے ایک ڈاکٹر نے (جو سویٹینی کا گہرا دوست
 ہے) کیا ہے۔ اس نے ایک غریب و بہقان نوجوان کی جرانی ایک
 بڑھے دولت مند کو طبی عمل کے ذریعہ منتقل کر دی۔ اس طرح پر
 کہ منسل نوجوان کا ایک حصہ خرید کر بڑھے دولت مند کے جسم
 میں منتقل کر دیا۔ اور منسل و بہقان نوجوان کے لئے ایک کافی
 سمجھ لیا گیا۔

اسی طرح فرانس میں بھی اس قسم کے تجربات ہوئے ہیں۔ اور
 ہو رہے ہیں۔ اس متاع کی خرید و فروخت تجارتی منڈیوں میں
 شاید کوئی نیا انقلاب پیدا کرے۔ قانونی حصوں میں بھی اس کے
 متعلق غور ہو رہا ہے۔ کہ کیا کسی نئے قانون کی ضرورت ہوگی؟
 جس سے کہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ فرض کر دو۔ وہ شخص جس کے
 جسم کا ایک حصہ بذریعہ سرجری کاٹا گیا ہے۔ اگر اس عمل میں قوت

ہو جائے۔ تو اس کی قانونی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی۔ اور کس حد
 تک ہوگی۔ یا وہ کسی متعدد ہی بیماریوں میں مبتلا تھا۔ اور اس عمل
 سے وہ بیماری دوسرے شخص میں منتقل ہو جائے۔ تو اس کا ذمہ دار
 کون ہو گا؟ یہ سوال ایک ڈاکٹر نے ہی اٹھایا ہے۔ ایک اور
 ڈاکٹر نے بندروں کی نقل کشی کے لئے ایک فارم تیار کیا ہے
 اور ابھی ابھی اس نے ایک اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ اسی مسئلہ میں ایک
 ڈاکٹر نے ایک اور ایجاد کی ہے جس سے کسی قسم کے اوریشن اور
 خرید و فروخت کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ پکپکری کے ذریعہ خون میں
 وہ اجزا پیدا کرنے جائیں گے۔ جو جوانی کی کھالت اور صانت گتے
 ہیں۔ چنانچہ اس نے ۷ سال کے ایک بڑھے کو جوان بنا دیا ہے
 یہی نہیں۔ کہ اس کی جوانی کی قوتیں اور انگلیں واپس آگئی ہیں بلکہ
 اس کے رنگ روپ اور چہرہ کے خط و خال میں وہی کیفیت اور
 صورت پیدا ہو گئی ہے۔ جو جوانی میں تھی۔ یہ ایجاد غالباً ہندوستان
 کے ڈاکٹروں کے لئے تریاق ہوگی۔ اور ہندوستان کی ایشیائی
 ادویات پر اس سے پانی بھر جائے گا۔ جہاں یہ ایجاد اگر اس میں
 پوری کامیابی ہوگی۔ اور جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ ہوگی۔ ان لوگوں
 کے لئے مفید ہوگی۔ جو بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کرنے
 کے محض فضاوی خواہشات کی بنا پر آرزو مند ہیں۔ وہاں قدرت
 دین کے لئے جوش رکھنے والوں کو بھی بہت مفید ہوگی۔ کہ وہ
 جوانی کی انگلیوں کے ساتھ کام کر سکیں۔ اور اس سے اگر روزی
 عمر پر بھی اثر پڑا۔ تو اس رنگا بھی مفید ہو سکے گی۔ پھر کبھی اگر موقع
 ہوا۔ تو میں اسپر منسل بچوں کا

مأمورین اللہ اور دوسرے فرق

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ اصلاح عالم کے لئے مبعوث
 جاتے ہیں۔ انہیں وہ قوت اور طاقت اور ایقان عطا کیا جاتا،
 جس کے مقابلے میں تمام مادی قوتیں سب سے ہوتی ہیں۔ وہ جس مقصد کو
 لیکر کھڑے ہوتے ہیں۔ آخر دم تک اس پر باوجود دنیا کی مخالفت کے
 قائم رہتے ہیں۔ طاقتور سے طاقتور بادشاہ بھی ان کو اس ارادہ
 سے نہیں پھیر سکتا۔ کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اپنے غلبہ
 پر کامل یقین ہوتا ہے۔ مگر جو لوگ دنیا پرست ہوتے ہیں۔ اور
 دنیاوی جاہ و جلال کے خواہاں۔ جب وہ حالات زمانہ کو اپنے
 خلاف پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ کہ اب لوگ ان کی باتوں کو قبول
 نہیں کریں گے۔ بلکہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ تو وہ اپنے مقرر کردہ نصاب
 کو چھوڑ کر کچھ تنہائی میں جا بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں ان دو قسم
 کے شخصوں کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود
 مبارک اور مسٹر گاندھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود مأمورین اللہ تھے

اور مسٹر گاندھی نے بھی اپنے آپ کو لوگوں کے لئے بطور رہبر کے
 پیش کیا۔ اور ان کی سائنس کی کرنی چاہی۔ اور بعض جاہلوں نے ان کو
 نبوت وغیرہ تک کا بھی مرتبہ دیا۔ مگر جو بات وہ لوگوں کو حاصل
 کرنا چاہتے تھے۔ آج اس میں ہو کر خود ہی گوشہ تنہائی اختیار کر
 رہے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

و موجودہ حالات میں جو جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان میں
 اپنی ناقابلیت کا احساس رکھتا ہوں۔ اگر مجھے کامیابی کی
 سقوی سی امید ہوتی۔ تو میں اب تک پالیسی میں آچکا ہوتا
 مگر میں کوئی امید نہیں رکھتا۔ اس لئے خاموشی سے پڑھنا
 کر رہا ہوں۔ (منقول از الفضل۔ ۲۰ نومبر ۱۹۲۳ء)

مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ادنیٰ دعویٰ میں جبکہ
 تمام اہل ہند و پنجاب آپ کے خون کے پیاسے ہیں۔ اور ہر رنگ
 میں تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں۔ یہ بانگ اہل فرطتے ہیں۔

اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے
 خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ بھی اچھا
 ہے۔ کہ اگرچہ ایک ذریعہ ہی ساتھ نہ ہے۔ اور سب چھوڑ
 پھاڑ کر اپنا اپنا ارادہ لیں۔ تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔
 میں جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں
 پیسا جاؤں۔ اور کچھ جاؤں۔ اور ایک فتنے سے بھی
 حقیر تر ہو جاؤں۔ اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی
 اور لعنت دیکھوں۔ تب بھی آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کئی
 نہیں جانتا۔ مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع
 نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں۔ اور عاصروں
 کے منصوبے لاجمل ہیں۔

لے ناد انوار اور اندھو۔ مجھ سے پہلے کہ کون صادق ضائع ہوا
 جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سپے و فادار کو خدا نے ذلت
 کے ساتھ ہلاک کیا۔ جو مجھ کو ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو
 اور کان کھو لو کہ سو۔ کہ میری روح ہلاک ہو تو الی روح
 نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خیر نہیں۔ مجھے وہ
 ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے ہمارے پیچ
 میں کسی کی پردہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر
 ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دیا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا
 وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ دشمن ذلیل
 ہونگے۔ اور عاصروں کا منہ۔ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان
 میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔
 کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے اسکی عزت
 اور جلال کی قسم ہے۔ کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس
 زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت خفا
 ہو۔ اس کا جلال چمکے اور بول بالا ہو کسی ابتلاء سے اس کے

فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک استبداد نہیں
 کوڑا بتلا ہوں۔ امتیاز کے میدان میں اور دکھوں کے
 جنگوں میں مجھ کا خستہ دیکھی ہے۔
 من نہ آئتم کہ روز جنگ نبی اہنت من
 ان منم کا درمیان خاک دونوں نبی سے۔
 کیا ان دونوں عبارتوں میں زمین و آسمان کا فرق نہیں ہے۔
 یہ ہے مومن اللہ اور ان کے غیروں میں امتیاز اللہ تعالیٰ ہم
 سب کو ایسا ہی ایمان اور استقلال عطا فرمائے۔ آمین
 خادم: جلال الدین شمس احمدی از دمشق

علماء ہند میں نعت ادب الہیہ کی ایک نازہ مثال

آج کل کے نام نہاد فرقہ علماء کے کارنامے دنیا سے پوشیدہ
 نہیں۔ ایک وقت تھا۔ جبکہ انہوں نے بعض سادہ لوح مسلمانوں کو پخت
 کر کے دربد کیا۔ مگر خود اس میں حصہ نہ لیا۔ بعد ازاں ترک موالات کا
 جواز قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا۔ اور پھر مالانگہ جزیرۃ العرب کے
 حالات بعینہ قیسے ہی ہے۔ وہی فتویٰ رد کر دیا۔ گاندھی جی کو
 امام زمان وغیرہ خطابات سے یاد کیا گیا۔ جو احکامات سرگاندھی
 نافذ کرنے۔ ان کو قرآن کریم اور احادیث سے ثابت کرنا حضرت علماء
 کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہوتا۔ ایک بہت بڑے سربراہ اور وہ مولانا نے
 حیدرآباد سندھ کے اسٹیشن پر ایک دفعہ ایک جلسے صبح میں بیان
 کیا۔ کہ گاندھی جی کی مثال زمانہ سلف کے انبیاء سے ہی دیکھا جکتی
 ہے۔ اور کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے
 لیکر آج تک اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جس کی کو رائے تفسیر کی جائے
 تو وہ صرف گاندھی ہی ہے۔

ایک نازہ واقعہ حیدرآباد سندھ کے ایک مولانا کے متعلق
 جو ہندوستان کے فارغ التحصیل عالم۔ جمعیتہ العلماء و حفاظت
 کمیٹی کے درخشاں رکن ہیں۔ موضع ہے اور وہ یہ ہے کہ مولانا
 موصوف نے ہندو سبھا کی ایک بینگ میں جو مورخہ جنوری ۱۹۲۳ء
 حیدرآباد سندھ میں منعقد ہوئی۔ مبلغ پانچ روپے شدی فنڈ
 میں بطور امداد دیے۔ اور اس طرح ستر ایک اشخاص میں جو حلقہ جھڑپ
 اسلام کو مرتد کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 خدام کی شان اطہر میں گندے اور ناپاک کلمات استعمال کرنا والا
 بنانے اور ان کو راہ راست سے منع منکالت میں لے جانے
 کے لئے قائم شدہ ہے۔ علی طور پر معاون و مدد ہوئے۔ تاہم
 وانا الیہ راجعون

کیا اسپر بھی مسلمان ہند فرقہ علماء کی تقلید میں اپنا ایمان ضائع
 کرنا پسند کرینگے؟ اسپر فرقہ یہ ہے۔ کہ کراچی کے خلافت آرگن
 ”انوسید“ نے جو سندھ پر انٹل خلافت کمیٹی کے صدر کی ادارت
 میں شائع ہوتا ہے۔ مولانا کے اس فعل کو اس کی عظیم الشان
 فائدگی کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔
 کاش مسلمان ان مثالوں سے فائدہ حاصل کریں اور تذبذب
 سے کام لیں۔ وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ ان کے علماء
 کی روش مندرجہ ذیل شعور کا مصداق ہے۔
 ترسم نرسی کعبہ لسم اعرابی
 کایں رہ کہ تو میردی برکستان است
 خاکسار۔ نیاز محمد از کراچی

ہندوؤں میں قریبی ناطے

آریہ سماجی دوست جو کہ اپنے دہرم گرتھوں اور پراچین سہی
 سے ناواقف ہیں۔ عوام الناس میں حقارت پیدا کرنے کے لئے
 یہ اعتراض عموماً پیش کر دیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے قریبی رشتہ داروں
 کی شادی کو جائز قرار دیا ہے۔ اور اس طرح اسلام جیسے پونز
 دہرم کو اپنے ناپاک اعتراضوں کی گندگی سے آلودہ کرنا چاہتے
 ہیں۔ لیکن اگر یہی لوگ تھنڈے دل سے اپنے پوروں کے
 زمانہ کو دیکھیں۔ جو کہ بقول ان کے سچتیا کا زمانہ تھا۔ تو ایک
 ایسے اداہرن میں گئے۔ جن سے یہ بات ابھی طرح واضح ہو
 جاتی ہے۔ کہ پراچین ستم میں ویدک دہرم کے اندر قریبی رشتہ
 داروں سے وداہ کرنا اوجت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ
 یوگیراج کرشن چندر نے اپنی چھوٹی نازہ اپن نرودناشرت کرتی
 سے وداہ کر کے یہ بتا دیا۔ کہ چھوٹی آدی رشتہ داروں کی
 سنتان سے وداہ کرنا سچتیا کے اذکول ہے۔ نہ کہ اس کے وداہ
 پھر اپنے ہی نہیں بلکہ اپنی ہتیرہ سچدر اکا وداہ باوجود سخت
 مخالفت کے ارجن سے جو کہ آپ کا چھوٹی نازہ بھائی تھا کر دیا۔
 (مہا بھارت اردو۔ افق) پھر مہاتما بدھ نے بھی اپنے ماسوں
 کی لڑکی کے ساتھ وداہ کیا تھا (تاریخ ہند لال لاجپت لائے)
 اتیادی ایک اداہرن پائے جاتے ہیں۔ جن سے یہ بات بھی پرکار
 پشٹ ہوتی ہے۔ کہ پراچین ستم میں ویدک دہرم کے اندر اس
 طرح کے وداہ کرنا اوجت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ پس مہارے آریہ
 سماجی دوستوں کو چاہیے۔ کہ وہ اسلام پر ایسے اعتراض کرنے
 سے اجتناب کریں۔ جو کہ خود ان کے دہرم گرتھوں یا پوروج
 رشیوں پر پڑتے ہوں۔ آتش ہے کہ ہمارے سماجی بھائی ان کو
 تھنڈے دل سے بڑھکاسر و جا کر نیگے۔
 آپ لوگوں کا شہید بینگ۔ نہتہ محمد عمر مشرما۔ وداہ تھی احمدیہ

معاونین کے سلسلہ

- (۱) جناب علی بہادر خان صاحب آسٹریلیا سے بیس روپے چار آنے
 - انگریزی ریویو سن رائز کے لئے بھجواتے ہیں۔ جواہر احمد حسن الجواہر
 - (۲) جناب شریف احمد صاحب اور سیر ماد ہوگنج۔ دس روپے بھجواتے
 ہیں۔ کہ مستحق طلباء (دیگر احمدی) کے نام سن رائز جاری کیا جائے۔
 - (۳) جناب سید فخر الاسلام صاحب اور سیر علی الہیلم ایک ایک خریدار
 ریویو انگریزی سن رائز و مقبلع
 - (۴) جناب محمد شریف صاحب کال گڈھ۔ ۳ خریدار سن رائز
 - (۵) جناب فیصل الرحمن صاحب۔ سب ڈپٹی سبٹرٹ چھاپگری۔
 بنگال۔ چار خریدار
 - (۶) جناب محمد کریم صاحب علوی۔ دارنگل۔ دکن۔ ۳ خریدار سن رائز
 - (۷) جناب اے ایل۔ قریشی صاحب بھر کٹڈا۔ ہزاری بلنگ۔ انگریزی
 ریویو تین خریدار۔ سن رائز تین خریدار۔
 - (۸) جناب محمد اسماعیل صاحب جماعت احمدیہ فیروز پور۔ کی
 طرف سے ۸ خریدار سن رائز و ۷ خریدار مقبلع۔
 - (۹) جناب غلام قادر صاحب پٹھان کوٹ۔ ۲ خریدار سن رائز
 - (۱۰) جناب محمد شمس الدین صاحب موڑ ڈرا یوڈ قادیان۔ ۲ خریدار
 - (۱۱) جناب احسان الحق صاحب ناظر سول کورٹ منوگھیر۔ اخیدار
 - (۱۲) جناب خان صاحب منشی خزند علی صاحب۔ راولپنڈی
 پانچ خریدار سن رائز
 - (۱۳) جناب قاضی محمد منیر صاحب جماعت احمدیہ منیر۔ ۸ خریدار سن رائز
 - (۱۴) بابو نیاز احمد صاحب کراچی۔ ۲ خریدار مقبلع
 - (۱۵) بابو دہری غلام محمد صاحب امرتسر ایک
 - (۱۶) جناب محمد حنیف صاحب ضلع دارنہر پابو ایک خریدار
 - (۱۷) جناب محمد عثمان صاحب۔ ڈیرہ غازی خان۔
 - (۱۸) قریشی کریم بخش صاحب احمدی۔ نوشہرہ دی۔ لاہور۔ یک خریدار ان
 انصاف
 - (۱۹) بابو خداجیش صاحب کلرک سول ملوڈی گڑٹ لاہور۔
 - (۲۰) بابو عبد الغفور صاحب احمدی انیسٹر مکہ مکہ سائینس جھڑپ
 - (۲۱) حوالدار شیر احمد خان صاحب چک علا ضلع راولپنڈی۔
- خدا تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر اور
 بیش از پیش خدمت اسلام کی توفیق بخشنے۔ جن دوستوں نے
 اپنا فرض تا حال ادا نہیں کیا۔ وہ بھی توجہ فرمادیں سن رائز
 کے خریدار جب تک کم از کم پانچ ہزار نہیں ہونگے۔ اطمینان
 سے یہ اخبار چل نہیں سکیگا۔ اسی طرح مقبلع کو جاری رکھنے
 کے لئے بھی کم از کم ۵۰ خریدار ہونے چاہئیں۔ ابھی تک
 مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہوئی۔

ناظم طبع و اشاعت قادیان

وفات مسیح اور ایڈیٹر حمایت اسلام

اگر دنیا کے پانچ سو برس سے ابوالقاسم محمد زنده بودے "حمایت اسلام" لکھتا ہے۔ کہ جاردون بحریں کے ایک مقتدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور احکام اسلام خوب سیکھ کر واپس ہوئے۔ اور اپنے قبیلہ عبدالقیس کو تعلیم احکام اسلام دینے میں مشغول ہوئے۔ اسی شمار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا حوالہ دہ پیش آگیا۔ مندرجہ سادی بھی بیمار تھے۔ ان کا انتقال بھی کچھ ہی دنوں بعد ہو گیا اور اہل بحریں میں مرتد ہونے کی کمی ہو جو قبائل عرب میں چل رہی تھی۔ انہوں نے بحریں کے دوزیر دست قبیلوں میں سے بنی بکر کو مرتد ہو گئے۔ اور انہوں نے نعمان بن المنذر کی قیم سلطنت کو دوبارہ قائم کر کے مندرجہ النہان کا جس کا لقب غزوہ تھا۔ بادشاہ بنا نا چاہا۔ قبیلہ عبدالقیس ترو دین تھے۔ ان کو یہ خیال تھا۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہوئے۔ تو ان کی وفات نہ ہوتی۔ جاردون معلی نے ان لوگوں کو جمع کر کے پوچھا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھی بھیجے تھے؟ سب نے کہا۔ بھیسے تھے۔ جاردون نے کہا۔ پھر وہ کہاں تھے؟ سب نے کہا۔ وفات پا گئے سجادوں نے کہا۔ بس تو آپ کی بھی وفات ہوگی۔ جس طرح اور انبیاء کی ہوئی تھی۔ وانا اشہد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله۔ جاردون کی اس تقریر کے بعد قبیلہ عبدالقیس تو اسلام پر چنگی سے قائم رہے۔ (ملاحظہ ہو۔ اخبار حمایت اسلام کا عید میلاد نمبر مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۷)

اسی قسم کا ایک اور واقعہ احادیث میں یوں آیا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات وقوع میں آئی۔ تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ اور بڑے بڑے اصحاب مترود کی حالت میں تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہرگز نہیں ہو سکتی تھی کہ جس کسی نے یہ کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ تو میں اس کا سر اتار دوں گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر بھی تشریف لے آئے۔ اور مجھ پر کھڑے ہوتے ہی یہ آیات شریفہ پڑھی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل فاذا انصرفت اذان ما تات او قتل القلبتم علی اعقابکم یا یعنی اور نہیں محمد مگر ایک رسول یقیناً فوت ہو گئے۔ پہلے اس سے تمام رسول پھر کیا اگر وہ مر جائے یا مارا جائے۔ تو کیا پھر جاوے گا تم اپنی ایڑیوں پر۔ اور عجیب

بات یہ ہے۔ کہ آنحضرت کے سب سے پہلے مسیح ہی آئے ہیں۔ اور پھر حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ کہ محمد کی جو پوجا کرتا کرتا تھا وہ سن لے۔ کہ وہ تو فوت ہو گئے۔ اور جو خدا کی پوجا کرتا تھا وہ بھی سن لے۔ کہ خدا زندہ ہے۔ ان دونوں واقعات صحیح کے ہوتے ہوئے۔ ہر وہ انسان جس کے دماغ میں ذرہ بھر بھی عقل ہوگی۔ وہ کبھی بھی مسیح کی حیات کا ذکر نہیں کر سکا۔ اب میں غیر احمدی حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ کیا اب بھی مسیح کو جو تھے آسمان پر زندہ ہی مانو گے؟ آنحضرت کے بعد ان اجماع ہوتے ہوئے اس وقت خاص کر میرا روتے سخن ایڈیٹر حمایت اسلام لاہور کی طرف ہی لیکن مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں ایڈیٹر صاحب جو اب میں اپنا یہ شعر پڑھ کر خاموش ہی نہ ہو جائیں۔

فرصت ہی نہیں ملتی۔ فرصت ہی کا دہندہ امی خاکسار حافظ محمد عبداللہ۔ احمدی۔ مچی گیٹ لاہور۔

ایک ایتنا مجسم خاتون کا انتقال

آہ وہ خاتون محترمہ جوانی دنیوی زندگی کے آرام و آسائش کا بیش قیمت سرمایہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مارٹینس کی سرزمین میں لٹا چکی تھیں۔ ۱۷ جنوری ۱۹۲۶ء کو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملیں۔ سافا للہ وانا الیہ راجعون

شہید ملت مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ کی روح اسی دن سے شاید حقیقی سے ملنے کے لئے بقیتر تھی جس دن کہ ان کے مجاہد خاوند نے دین حقیقت کی خدمت کے دوران میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی تھی۔ اور اس لمحہ جو تڑپ ان کے قلب مضطرب میں پیدا ہوئی۔ اس میں تادم مرگ ایک منٹ کے لئے بھی سکون نہ پیدا ہوا۔ آخر خدا تعالیٰ کی مشیت نے جلوہ دکھایا۔ اہل ایک بے قرار روح کو اپنے جوار رحمت میں لیکر دہائی جن عطا فرما دیا خاتون مرحومہ نے اپنے مرحوم خاوند کی غریباً توطنی میں وفات پر صبر اور استقامت کا جو نمونہ دکھایا۔ اور جس شان سے اپنے رفیق زندگی کو آخری الوداع کہی تھی۔ وہ ہماری جماعت کی ان خواتین کے لئے بہترین نمونہ تھا۔ جنہیں انہی حالات میں سے کبھی گزرنی پڑے۔ مگر اس صدمہ جان گسل کے بعد شاید ہی کوئی دن ایسا آیا جب مرحومہ کی روح نے جسم سے علیحدگی کی کش مکش نہ کی ہو۔ کوئی نہ کوئی جسمانی عارضہ لاحق رہتا۔ اور دن بدن ضعف اور نفاہت میں اضافہ ہوتا گیا۔ مگر باوجود اس کے اس ارض حرم سے جہاں خدا تعالیٰ کا بیخ نازل ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے اخلاص اور محبت کی یہ حالت

تھی۔ کہ اپنے والدین اور اپنے دوسرے قری رشتہ داروں کے پاس رہنے پر قادیان کی رہائش کو ترجیح دی۔ اور زندگی کا آخری لمحہ تک یہاں ہی گزار دیا۔ حالانکہ ہر وقت بیمار رہنے کی وجہ سے اور دو چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ ہونے کے باعث اپنے کنبہ میں رہنے کی ضرورت تھی۔ تا وہ خبر گیری کر سکتا۔

مرحومہ نے دوران علالت میں ایک آدھ دفعہ مجھے اپنی صحت کے متعلق دعا کیلئے لکھا۔ لیکن اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ دنیا کی زندگی سے ان کا دل بالکل سرد ہو چکا ہے۔ یہ تحریر ہوتا کہ مجھے دنیا میں رہنے کی خواہش نہیں۔ ہاں یہ تمنا ہے۔ اگر یہ خدا کی مشاہد کے مطابق ہو۔ کہ چھوٹے بچے جو شہید کی یادگار ہیں۔ انکی تربیت اور پرورش اپنے ہاتھوں کروں۔ اور انہیں اسی طرح دین کی خدمت میں منہمک و مہم جو جطر ان کے والد کو دکھ چکی ہوں۔

یہ تمنا کقدر پاکیزہ اور کثی اعلیٰ ہے۔ اسکے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مرحومہ کی زندگی و فاکرتی۔ تو وہ اپنی اس پاک خواہش کو کئی سال کی محنت اور مشقت کے بعد دیکھ سکتی۔ لیکن اب جبکہ خدا تعالیٰ اس دارالابتلا کی پرچن زندگی کی بجائے جنت الفردوس کی دوران و دن و غم حیات ابدی انہیں عطا کی ہے۔ اس پاک آرزو کا بھی اجر عظیم بخشے گا۔ وعلیہ۔ اور ساری جماعت اس دعا میں شریک ہوگی۔ کہ خدا تعالیٰ ایسی ماں اور ایسے باپ کی اولاد کی پرورش اپنی رحمت اور فضل کے سایہ میں کرے۔ اور خدمات دین کی توفیق بخشنے۔ آمین۔ یہ یتیم جو شفقت پدری سے پہلے ہی محروم ہو چکے تھے۔ اور اب ماں کی محبت بھری گود بھی ان سے چھوٹ چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے الطاف و عنایت کے خاص طور پر تھی تو ہوسکی چکے میں اور حضور کو جس قدر ان کا خیال ہو سکتا ہے کسی اور کو کیا ہو گا لیکن ہر احمدی بھی ان کو اپنی آنکھوں کا تارا قرار دینا فرمائیے۔

مرحومہ کے درد آشنا اور غم خوردہ دل کا ایک دفعہ اندازہ لگانا کا مجھے اس وقت موقع ملا جب انہوں نے میرے عزیز بھائی کی وفات پر مجھے تعزیت نامہ لکھا۔ اس میں صبر و شکر دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ایسے درناک پیرایہ میں تھا۔ کہ میں اپنے غم کے ساتھ ان کے صدمہ پر بھی آنسو بہانے کے لئے مجبور ہو گیا۔ غرض مرحومہ نے اپنے شہید خاوند کی وفات کے بعد جتنے دن گزارے۔ رنج و غم کی تصویر بن کر گزارے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا پر شاکر ہوتے ہوئے ایتنا مجسم بن کر گزارے۔ اب جبکہ انکی دنیوی مصائب و کالیف کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنے محبوب حقیقی کی آغوش میں پہنچ چکی ہیں۔ دعا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات میں ترقی دے۔ اور ہمارے سلسلہ کی خواتین کو ان کے نمونہ سے مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

غلام نبی ایڈیٹر

وہ کتابیں جن کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

جلسہ سالانہ پر احباب کو خریدنے کی پُر زور سفارش فرمائی تھوڑی تعداد میں باقی ہیں احباب جلد منگوائیں

پہلی قابل توجہ بات یہ ہے۔ کہ میں نے پچھلے سال نفس اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر تقریر کی تھی۔ میرے نزدیک وہ سیکر اپنے نفس کی اوداہنی آئینہ منوں کی روحانی اور اخلاقی اعلیٰ درجہ کی تربیت کے متعلق نہایت ہی اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ سیکر چھپ کر کتابی صورت میں تیار ہو چکا ہے۔ باکٹ چھپنے سے جو کہ بعض دوستوں کے مشترکہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ دوستوں کو چاہیے۔ کہ اس کو خرید کر پڑھیں۔

اس سال اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور وہ کتاب مہنات المسلمین کا جواب **حق الیقین** ہے۔ مہنات المسلمین ایک شعبہ ہے جس کے مضمون سے حضرت نبی کریم اور آپ کی ازواج اور صحابہ و ان کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت سے تمام ہندوستان میں اسلام کے خلاف خطرناک زہر پھیل رہا تھا۔ اور یوں کہنا چاہیے۔ کہ اس نے ہندوستان میں ایک لگا دی تھی۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ نظام نے اس کو ضبط کر لیا تھا۔ لیکن اس کا اور بھی اتنا اثر پڑا کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ فی الواقع مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ تب ہی تو اس کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ اتنا ناہمدردی میں بھی اس کے جوابات نکلنے شروع ہوئے تھے۔ مگر چند سوالوں کا جواب دیکر خاموشی اختیار کر لی گئی۔ جس سے کتاب والے نے اور بھی ناچار ہونا پڑا۔ اور شہور کر دیا۔ کہ معلوم ہوا۔ کہ باقی مطالبات کا کوئی بھی جواب نہیں ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے اس کتاب میں احباب حق الیقین لکھے ہیں۔ یہ کتاب بھی ایسے مہنات پر مشتمل ہے۔ جو علمی میں اور

انحصار

۱۱ جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں یا ۲۲ جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر ٹوکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ (۵) جن کے ہاں بچہ جنم کمزوری و رحم سے ہوں۔ اور کمزوری پسند ہوں۔ ان کے لئے ان گود بھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولد عہد۔ تین تولد کے لئے مخصوص ڈاک صاف چھ تولد تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و امیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند بخار۔ جالا۔ گلرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم پڑوال کا دشمن ہے۔ سو تیار بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسرہاریانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گلی بٹری پلکوں کو تسکین دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (دجا)۔

منج عروس زندگی

معدہ کے تمام فضوں کو دور کرنے والی بقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن و جگر کو طاقت بخشنے والی جوڑوں کے درد۔ نفوس کے درد۔ سینہ کی مضبوط بنانیوالی مقوی اعضاء و ریسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا مہیہ ہے۔ قیمت فی ڈبہ ایک روپیہ چار آنہ (دجا)۔

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کسی بھی کمزور ہوں۔ دانت پٹے ہوں۔ گوشت خوردہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ یا سبب آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سبب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت توتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ روپے۔

نظام جان عبداللہ جان معین صحت قادیان

جو اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام کے جوابات کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ علمی مباحثوں میں بھی کام آسکتی ہے۔ اور اسلام کا مطالبہ کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ احباب کو چاہیے۔ کہ اس کو بھی بکثرت شائع کریں۔ ان کے علاوہ بعض اور دوستوں کی بھی کتابیں ہیں۔ جو نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ ایک کتاب الواح الہدیٰ بکٹوں پر تربیت کے لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اور بالخصوص بچوں کی تربیت میں بہت مفید ہے۔ ساسی بنا پر میں نے بچوں کی انجمن انصار اللہ کے لئے جو سکیم بنائی۔ اس میں ضروری قرار دیا گیا۔ کہ ہر طالب علم کے پاس تین چیزیں ضروری ہونی چاہئیں۔ ایک قرآن شریف دوسرے کشتی نوح تیسری ریاض الصالحین۔ دوسری جگہوں پر اس کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ (دعا بآلہ) اور یوں بھی عربی میں ہے۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے تجویز کی گئی ہے۔ کہ کتاب کے بعض فقہی مسائل کو حذف کر کے اس کا ترجمہ قادیان میں ہی چھپوایا جائے۔

چنانچہ ناظم صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور اس کی قیمت بھی تھوڑی رکھی گئی ہے۔ یعنی ۱۲ روپے۔ یہ کتاب نہ صرف بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ بڑوں کی اخلاقی حالت کی اصلاح میں بکثرت بے نظیر ہے۔ اخلاق کے متعلق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آیات کا یہ ایسا مجموعہ ہے۔ کہ میرے خیال میں ایسا کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ بہت ہی بے نظیر کتاب ہے۔ مجھے اتنی پسند ہے۔ کہ میں کبھی سفر پر نہیں جاتا مگر اس کو ساتھ رکھتا ہوں۔ پہلے عربی میں تھی۔ جس سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اب ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ احباب کو چاہیے۔ کہ اس بہترین مجموعہ کو ضرور خرید کر زیر مطالعہ رکھیں۔ یہ تینوں کتابیں ایک ڈبہ میں چھپوائی ہیں۔ (منقول از الفضل نمبر ۵۸ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۷ء تقریر جلد سالانہ ۱۹۲۶ء)

مجاہد بخارا کی آپ بیتی، مقوی ظہور حسن صاحب مبلغ بخارا کے درمیان حالات، قیمت ۱۲ روپے، دیدوں کے سرسبزہ رانہ۔ مزدب آری میں دس ڈیکھوں کا مفید مجموعہ۔ قیمت ۳ روپے۔

منجربک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

غیر معمولی رعایت

ہم فرماؤ ہم تو اب کا تادڑ موقع

ممالک غیر کی خبریں

لندن ۱۸ جنوری۔ ایک ہزار جہازیں سپاہیوں کو چین جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

رنگی ۱۷ جنوری۔ کابینہ کا جلسہ ڈھائی گھنٹے تک جاری رہا۔ پچاس ہزار غیر ملکی باشندے جو ساہا سال سے شننگائی میں رہتے سہا بھگتوں پر ہیں۔ وہ اپنی جانوں اور مفاد کے تحفظ کا حق رکھتے ہیں۔

جو احباب حضرت کے تازہ ارشاد کی تعمیل کی سعادت حاصل کرنا چاہیں۔ ان کی خاطر میں نے اپنی طرف سے مزید سہولت بھی کر دی ہے۔ کہ اپنی تمام نئی اور پرانی کتب جو حضرت مسیح موعود و حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام اور دیگر برہنوں کی تصانیف پر مشتمل ہیں۔ ان سب کو میں نے سدرہ ذیل رعایتی سٹوں میں تقسیم کر کے نمبر لگا دیے ہیں۔ تاکہ احباب بجائے تفصیل کتب لکھنے کے صرف نمبر لکھنے پر ہی اکتفا کریں۔

چینی فی الحقیقت ایک بڑی خانہ جنگی میں مبتلا ہیں۔ اور اس خانہ جنگی میں مداخلت جمہیتہ الاقوام کی طاقت پر ذرا دست باڑ ہے۔ مزید برآں چین میں اس وقت کوئی نائیدہ حکومت موجود نہیں۔ فساد کے ذمہ دار ایک باغی جرنیل کی جماعت کے نافرمان ارکان ہیں۔

رنگی ۱۸ جنوری۔ ایک انگریز نے جو کہ مارکونی کمیٹی کا ملازم ہے۔ تار دینے کا ایک ایسا نیا طریقہ منکشف کیا ہے جس سے غلطی واقع ہونے کا احتمال کم ہو گیا ہے اور وقت اور لاگت کی بھی بچت ہو گئی ہے۔

لندن ۱۷ جنوری۔ خود ساختہ امیر کردستان "تیس لکھ" اصل نام ہے بالسن ہے۔ اور جو فریب دہی کی پادشہ میں چھوڑنے کی قید بھگتوں کے بعد ۱۹۲۳ء میں انگلستان سے جلا وطن کیا گیا تھا۔ نہیں کے مقام پر گرفتار ہو گیا ہے۔

دس پیر کی پانچ روپیہ میں	سٹاروپیہ کی چار روپیہ میں	فتوحات دس عدد	ارشاد و غیر اعلیٰ میں ازق
کلید قرآن بوجہ لغات القرآن	یکچرا لاہور	شرح طہ سبیت	چشمہ مسد اوقات
سیرت مسیح موعود۔ ۸ مجلد	گلزار معرفت	روح البہدای۔ تین تم	مکتوبہ بانہ سیرت موعود خاص نمبر
پیغام صلح	مخوفات احمدیہ	جلیبی حائل شریف	کلمہ طیبہ پر تقریر
احادیث نبوی شریف مترجم	سیرت النبی	سیرت احمدیہ	تذکرہ شریف بزرگوار شریف
در شہین عربی مترجم اردو	سیرت النبی	حیات نور الدین	تفہیم خود۔ مجلد
دینیات احمدیہ	سیرت النبی	غزوات	زندہ بی وزندہ مذہب
سودا نغمہ نام بخاری ام	سیرت النبی	خطبہ عبد المنظر	در مکتوب حضرت کی فارسی نقلیں
دینیں اور دو مجلد	سیرت النبی	تفسیر سعادت العصر	ارٹو لائن
فضل الخطاب	سیرت النبی	اصلاح خاتون	گلہ سترہ سخانی
دس پیر کی سات روپیہ میں	سیرت النبی	فلسفہ خاز	امریکیہ اسلام
خزینہ القرآن تفسیر القرآن	سیرت النبی	ریورٹ ۱۸۹۶ء حضرت مسیح موعود کی تقریریں	برگزیدہ رسول
صمد دوم از حضرت مسیح موعود	سیرت النبی	کامل ریورٹ	سائنس احمدیہ وغیر احمدیہ
سوم	سیرت النبی	جلد مذہب اعظم	دس پیر کی چھ روپیہ میں
پیغام	سیرت النبی	تصدیق النبی	اسوہ حسنہ
پیغم	سیرت النبی	سائنس دھرم	ریویو براہین احمدیہ
سائنس	سیرت النبی	طریق النجات	ارٹو لائن
سورہ حسنہ مجلد عدد	سیرت النبی	دعاؤں کا مجموعہ	کلمہ قرآن
خلافت راشدہ	سیرت النبی	یارہ اول مترجم	احیاء نور الدین
کلام موعود صمد اول	سیرت النبی	احمدیہ پاکٹ بک	حاصل شریف مترجم
نماز مترجم جدید	سیرت النبی	سہ ماہیہ	مجلد
	سیرت النبی	نوٹ	عقائد دینیات احمدیہ
	سیرت النبی	رعایت میں شامل نہیں	نوٹ

ہندوستان کی خبریں

نئی دہلی ۱۹ جنوری۔ مسٹر ڈی۔ جی پٹیل کا انتخاب اسمبلی کی صدارت کے لئے بلا مقابلہ عمل میں آ گیا۔

لاہور۔ ۱۹ جنوری۔ شہرہ نامہ سیموریل فنڈ کے لئے آرپہ سماج و چیورڈالی لاہور سے دس ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے۔

لاہور ۱۹ جنوری۔ لاڈل و سٹریٹ ناٹجپ وزیر ہند آج بندوبست موافق ہوا ہے۔ لاہور پینچ ماہہ کو وادی پشاور کا ملاحظہ کیا۔

لاہور ۱۹ جنوری۔ مہاشہ را جپال جسے کل مسٹر فیلیوس مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت سے کتاب رنگیلا رسول تصنیف کرنے کے جرم کی پادشہ میں دنوں ۵ الف قانون تزیورات ہند کے ماتحت ۱۰ سال قید باسنتقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی تھی۔ آج سشن جج کی عدالت سے ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

لندن ۱۹ جنوری۔ ایک مسٹر سیموریل پشاور میں ایک چکر

لندن کا پتلا احمدیہ کتاب گھر قادیان (پنجاب)